وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنصَرُونَ (41-28)

(اس آیت سے پہلے کی آیات میں فرعون اور ہامان کا ذکر ہے، یہ دونوں نام جاگیرداریت اور مذہبی پیشوائیت کے محاوراتی نام ہیں، ان کے نظریہ کی ترجمانی کرنے والے لوگوں کے لئے اللہ کا فرمان ہے کہ ہمارے قانون کی وجہ سے)

ان کے پیروکار ایسے امام ٹھہرے جو جہنم کی طرف بلاتے ہیں ایسے لوگوں کی انقلاب (قیامت) کے دن مدد نہیں کی جائی گی۔

امت مسلمہ کے شعور کی خدمت میں اپیل

از قلم: عزیز اللہ بوہیو

سندھ ساگر اکیڈمی

P/O ولیج خیر محمد بوہیو وایا نوشہرو فیروز، سندھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امت مسلمہ کے شعور کی خدمت میں اپیل

الحمدللہ وکفی وسلام علی نبیہ المصطفی۔ امابعد۔

محترم قارئین! رب تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (7-59) یعنی رسول علیہ السلام جو بھی (حکم احکام) آپکو دے اسے تھام لو اور جن باتوں سے آپکو منع کرے ان سے رک جاؤ! (اس معاملہ میں) اللہ کا خوف کرو اسکی پکڑ نہایت ہی سخت ہے۔ سو پوری امت مسلمہ کو اس بات کا یقین ہونا چاہیے کہ جناب رسول علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے حق کی کتاب دی کہ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ (48-5) ساتھ میں اللہ نے یہ بھی حکم دیا کہ اے نبی! آپکو لوگوں کے فیصلے بھی اللہ کی نازل کردہ حق والی کتاب کے قوانین سے کرنے ہیں، آپکے فیصلے غیر قرآنی اور بیرون از قرآن لوگوں کی خواہشات کی اتباع میں نہیں کرنے۔ اس مقام پر میں امت مسلمہ کے دانشوروں کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ اللہ کا رسول تو قرآن لے آیا اللہ کے نبی نے تو امت کو کتاب قرآن دی ساتھ میں اسی کے لئے اسے اور اسکی معرفت پوری امت کو حکم بھی دیا گیا کہ آپکے معاملات کے فیصلے بھی اس حق پر مبنی کتاب سے ہونے چاہییں۔ جو کہ نہیں ہو رہے اور نہیں کئے جا رہے امت کی ملاشاہی نے خلافت عباسیہ کے دور اقتدار سے لیکر قرآن کو اقتدار سے معزول کر کے امامی علوم کی روایات اور فقہی دفاتر کو امت کی عدالتوں پر براجمان کر دیا ہے اس امامی گروہ کی ملاشاہی نے امت کے لوگوں کو یہ باور کرایا ہوا ہے کہ علم روایات کی حدیثیں جناب رسول نے قرآن کی تفصیل میں بیان فرمائی ہیں اور ہمارے اماموں نے رسول کی حدیثوں سے فقہی جزئیات کا ستنباط کر کے لوگوں کیلئے دین کو آسان کر دیا ہے (ایسا آسان کیا گیا ہے جو پورے قرآن میں وضو ٹوٹ جانے کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے پھر بھی ان اماموں نے جو آسانی کی ہے وہ یہ کہ اگر پیٹ سے ہوا خارج ہو جائے تو پھر سے اعضاء وضو کو دھو لو اس سے وضوء ٹوٹ گیا یعنی اعضاء وضو پر دھول چھا گئی اور ہوا خارج ہونے والی مخرج کو مت چھیڑو) جناب قارئین! یہ جملہ حدیث ساز امام اور فقہ ساز امام دشمنان قرآن اور دشمنان اسلام ہیں ان لوگوں نے جو اپنے ٹکسالوں سے حدیثیں گھڑ گھڑ کر انہیں جناب رسول علیہ السلام کے نام سے مشہور کر کے اسکے دفاتر کے انبار لگا دئے ہیں کیا کوئی شخص امام بخاری کی اس حدیث کو جناب رسول کا عمل اور قول تسلیم کریگا کہ معاذاللہ آپنے انصار مدینہ کی ایک عورت کے ساتھ خلوت کی، بعد میں اسے کہا کہ مجھے انصاریوں کی عورتیں زیادہ اچھی لگتی ہیں۔ (حوالہ) کتاب بخاری کا کتاب النکاح باب نمبر

142 حدیث نمبر 218، لعنت ہو اس حدیث بنانے اور لانے والے پر جسنے اس ہستی پر ایسی غلیظ تہمت لگائی ہے جسکے شان میں قرآن نے اعلان کیا ہوا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا (21-33) اے انسانو! اے مومنو! تمہارے لئے جناب خاتم الرسل کی سیرت میں نہایت بہتر اور خوبتر نمونہ ہے اخلاق اور کردار کے لحاظ سے، اللہ کا رسول سمبال شخصیت ہیں ہر اس شخص کیلئے جسے امید ہو اللہ میں اور آخرت کے دن کو (نجات کی) اور وہ اللہ کے قوانین کو زیادہ طور پر سامنے رکھے۔ محترم قارئین! ہمارا ایمان جناب خاتم الانبیاء اور قرآن پر ہے، کسی روسی فارسی، ازبک، تاجک، خراسانی، سمرقندی اور بخاری اماموں پر نہیں ہے اور نہ ہی ان کی گھڑی ہوئی، تہمتوں والی حدیثوں پر۔ میں نے یہ مضمون شروع کیا ہے آیت کریمہ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا (7-59) سے یعنی آپکو جو ہمارا رسول دے اسے لے لو اور جس سے روکے اور منع کرے اس سے رک جاؤ۔ تو اس آیت کریمہ (7-59) میں حکم کے دو پہلو ہیں ایک مثبت دوسرا منفی تو بعینہ اسی آیت کی تفصیل گویا کہ رب تعالیٰ نے اپنی کتاب جو اسکے رسول پر نازل کی گئی ہے (2-7) اس سے بزبان رسول (40-69) ہمیں بتایا کہ اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ (3-7) یعنی تابعداری کرو اس قانون کی اس کتاب کی جو نازل کی گئی ہے تمہاری طرف اور نہ پیروی کرو اسکے سواء کسی اور کی اسے ولی اور سرپرست یا دوست اور خیر خواہ تصور کرتے ہوئے۔ پڑھنے والے غور کریں کہ آیت وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (7-59) کی طرح اس آیت (3-7) میں بھی حکم ربی اور قول رسول کے دو پہلو ہیں ایک مثبت دوسرا منفی تو صاف صاف طرح سے بات سامنے آگئی کہ اللہ نے اور جناب رسول نے قرآن دینے اور اسکی تابعداری کرنے کا حکم دیا ہے اور اسکے سواء کسی بھی دیگر شخصیت یا مقننہ ادارے کی لاگو کی ہوئی گھڑی ہوئی حدیثوں اور فقہوں کی پیچھے چلنے کی منع بھی کی ہے۔ دین کے قوانین میں شرک اور ملاوٹ کرنے والے امامی علوم کے پجاریوں سے اللہ سوال کرتا ہے بلکہ انہیں وارننگ دیتا ہے شرماتا بھی ہے أَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ الْخَالِصُ (3-39) خبردار! کیا خالص اور بلا شرکت غیرے اللہ کو اپنا قانون دینے کا کوئی حق نہیں ہے؟ سوائے نبی آپ اپنی طرف سے اعلان کریں قُلِ اللّٰهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِينِي (14-39) آپ دنیا والوں کو بتا دیجئے کہ میں رسول تو خالص اللہ کو اپنے دین کا قانون ساز مقنن اور عطا کرنے والا مانتے ہوئے اسکے اوامر و نواہی کی اطاعت کرتا ہوں۔ اے نبی آپکے ایسے اعلان کے بعد بھی اگر کوئی گروہ سمرقندی ہراتی بخاری نیشاپوری ازبکی اماموں کو اپنا قانون ساز قرار دیتا ہے تو کوئی مذائقہ نہیں ہے انہیں بتا دیا جائے کہ فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُم مِّن دُونِهِ قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ (15-39) جاؤ جس کسی کی چاہو جا کر اطاعت کرو خبردار تمہاری یہ چلت اور تمہارا ایسا نظریہ واضح

خسارے والا ہے۔ امامی مذاہب کے پیروکار لوگ کہتے ہیں کہ نبی اور انکے اماموں کی احادیث قرآن کی تفصیل کرتی ہیں سو آئیں کہ انکے اس مفروضہ پر بھی قرآن سے رجوع کر کے معلوم کریں کہ کیا وہ اپنے سواء دین کے قانون کی بات یا حدیث بنانے کی کسی کو پرمنٹ دیتا ہے؟ چلو اماموں کی بات تو بعد میں دیکھیں گے پہلے قرآن سے جناب رسول کیلئے ایسی پرمنٹ کی معلومات کریں! جناب رسول علیہ السلام کو حکم ربی ہے کہ فَتَعَالَى اللهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (114-20) یعنی قرآن کے مقابلہ میں اپنی طرف سے سوالوں کے جواب دینے میں عجلت نہ کریں جب تک کہ سوال کردہ امور کے جواب میں وحی کا فیصلہ مکمل طور پر نہ آجائے۔ وحی کے ذریعہ سے جواب نہ آنے کی صورت میں اللہ سے سوال کریں کہ رب زدنی علما اے اللہ میرے علم کو بڑھا۔ یہ آیت کریمہ صاف صاف بتارہی ہے کہ رسول، اور نبی کو بھی اجازت نہیں ہے کہ قوانین دین رب سے نہ ملنے کی صورت میں لوگوں کو اپنی طرف سے اپنی حدیثیں بتائے، اس معاملہ میں اسے وحی کا انتظار کرنا ہے وحی ملنے تک مسئلہ بتانے سے گریز کرنا ہے۔ جہاں تک بات ہے قرآن کے تفصیل کی تو قرآن کا تفصیل بھی رب تعالیٰ نے اپنی طرف سے کیا ہوا ہے جسکے لئے اب کسی اور کو کوئی بھی زحمت نہیں کرنی حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں (1-11) (52-7) (75-19) رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اپنا قرآن اپنے رسول، سے اسکے اقوال کی صورت میں ادا کرایا ہے یعنی ہمارا قرآن دنیا والوں تک اقوال رسول بنکر انہیں ملیگا اور ملا ہے اور پہنچے گا اور پہنچا ہے (40-69) اسکے بعد رب پاک نے اپنی کتاب قرآن کی تین عدد آیات میں اسکا مزید تعارف کرایا کہ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ (41-69) میرا قرآن قول رسول تو ضرور ہے لیکن کسی شاعر کا قول نہیں ہے تم میں سے تھوڑے لوگ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ (43-69) یہ کتاب کسی جوتشی کا قول نہیں ہے تھوڑے ہی لوگ ہیں تم میں سے جو اسپر غور کریں گے اور نصیحت پکڑیں گے تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ (43-69) یہ کتاب تو دھیرے دھیرے، نازل ہونے والی ہے رب الاقوام کی جانب سے۔ اس تعارف کے بعد فی الفور رب تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارا یہ نبی اگر بفرض محال وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ۔ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (44 تا 46-69) یعنی اگر بگاڑ ڈالے ہمارے اقوال کو بعض اپنے غیر قرآنی اقوال سے و احادیث سے، تو ہم اسے طاقت کے ساتھ ایسا تو پکڑیں گے جو اسکی سانس لینے والی رگ جان کو کاٹ ڈالیں گے (جسکی وجہ سے اسکے منہ سے کوئی ایک بھی ایسی حدیث جاری نہ ہو سکے گی جیسی کہ کتاب بخاری کی احادیث ہیں) کتب احادیث کی روایات کو خلاف قرآن ثابت کرنے کیلئے میں اب تک چار پانچ کتابیں لکھ چکا ہوں اسلئے میں یہاں آیات کریمہ (44 تا 46-69) کے ذیل میں کتاب بخاری کی صرف ایک حدیث کو من گھڑت اور جڑ تو ثابت کرنے کیلئے مثال میں لاتا ہوں وہ حدیث کتاب الجہاد والسیر کے باب نمبر 225 کی ہے حدیث کا نمبر 306 ہے اس جعلی اور لمبی جھوٹی

حدیث میں جناب رسول کی جانب سے خلاف قانون قرآن ایک جملہ ایک قانون ایک اصول اللہ عزوجل کی طرف منسوب کیا ہوا ہے کہ ان اللہ لیؤید ھذا الدین برجل الفاجر یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ اس دین کو طاقت بخشتا ہے فاسق اور فاجر آدمی کے ذریعے سے

جناب قارئین! رب تعالیٰ نے سورت الکہف کی آیت نمبر 51 میں فرمایا ہے کہ وَمَا كُنتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا (51-18) خلاصہ یعنی میں اللہ گمراہ کن مجرم اور فاجر لوگوں کو اپنی قوت بازو نہیں بناتا۔ اپنے دین کا سہارا نہیں بناتا۔ جناب قارئین! دیکھا آپنے کہ کس طرح حدیث سازوں نے جناب رسول کے نام سے اللہ پر بہتان باندھا جسے قرآن نے پکڑ کر دکھایا اور دیکھا آپنے کہ قرآن حکیم نے جناب رسول علیہ السلام کے نام سے جھوٹی حدیث بنانے والوں امام بخاری اور اسکے استاد راویوں کو کس طرح قرآن دشمن ثابت کر کے دکھایا۔ میری گذارش کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام وہ رسول امین ہیں جو اللہ کی کتاب کے اصولوں اور قوانین کے خلاف ہرگز ہرگز اپنی طرف سے کوئی حدیث نہیں جاری کر سکتے۔ اور وہ ایسا کام کریں گے بھی کیوں کر جبکہ اللہ کی جانب سے قوانین دین سے متعلق تمام رسولوں پر بشمول خاتم الرسل اپنی طرف سے علم وحی سے الگ لوگوں کو اپنی حدیثیں بتانے پر بندش ڈالی ہوئی ہے۔ آپنے اس بات کا ثبوت ابھی فَتَعَالَى اللهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (114-20) آیت کے حوالہ سے پڑھا نیز آیت نمبر (44 تا 46-69) میں بھی پڑھا یہ حکم تو ہوئے قولی حدیثیں بتانے پر بندش سے متعلق لیکن اللہ نے جملہ رسولوں کی طرح جناب خاتم الرسل علیہ السلام پر بھی فعلی حدیثوں (یعنی کام اور عمل) پر بھی بندش لاگو کی ہوئی ہے کہ دین سے متعلق آپکا ہر کام بھی علم وحی کی رہنمائی میں ہونا چاہیے جیسے کہ فرمایا فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ (48-68) یعنی آپ اللہ کے حکم پر استقامت سے مستحکم رہیں اور یونس علیہ السلام کی طرح نہ بنیں جو اسے جو جی میں آیا اسی طرح کر ڈالا۔

جناب قارئین! اس فعلی حدیث پر بندش کی آیت (48-68) کے بعد آپ ہمیں فیصلہ دیں کہ امام بخاری نے جو جناب رسول سے اجنبی اور غیر عورتوں کے پاس برائی کیلئے جانے کی حدیثیں بنائی ہیں جسکا ایک حوالہ آپنے ابھی اسی مضمون میں کتاب بخاری کے باب نمبر 142 اور حدیث نمبر 218 کے حوالہ سے پڑھا اور دوسرا حوالہ کتاب بخاری کی کتاب الطلاق کی چوتھی نمبر حدیث ہے جس میں معاذ اللہ رسول کو ان مجوسی اماموں کی حدیث میں جونیہ نامی عورت کے پاس ایک جوڑا کپڑوں کا لیکر اس سے برائی کیلئے جاتے ہوئے دکھاتے ہیں پھر وہ عورت جناب رسول کو گالیں دیکر گھر سے نکال دیتی ہے۔ یہ ہوئیں ازبک اور ہراتی اماموں کی لائی ہوئی فعلی حدیثیں۔ قارئین لوگ بتائیں کہ جب اوپر کی آیات (114-20) (44 تا 46-69) (48-68) کی روشنی میں جناب رسول کی زبان دل دماغ اور چلنے پھرنے کے پاؤں تک اللہ کے قوانین کے کنٹرول میں ہیں قابو میں ہیں نگرانی میں ہیں

(52-48) تو کیا ایسی اسوہ حسنہ کا مالک نبی امامی گند والی گندی اور چھچھوری روایات کا مصداق بن سکتا ہے؟ حاشا وکلا ہمارا رسول جو ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ۔ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ہے (20-21-81) یعنی یہ رسول صاحب عرش رب تعالی کے پاس بڑے تمکن اور مرتبہ والا ہے جسکی دنیا بھر میں اطاعت کی جاتی ہے اور یہ رسول امین بھی ہے، جھوٹی حدیثیں بنانے والوں نے بکواس لکھی ہے کہ یہ رسول پرائی عورتوں کی عصمت دری کیلئے وہاں احکام خداوندی کے خلاف خیانت کرنے گیا ہے نعوذ باللہ افسوس کہ جناب خاتمی المرتبت خاتم الرسل علیہ السلام کے شان کے خلاف تبرا والی الزام تراشی والی حدیثیں بنانے، پڑھنے پڑھانے والے امام اور شیخ الحدیث لوگ اتنی ساری توہین رسول کے ارتکاب کے بعد بھی معزز اور واجب الاحترام بنے پھرتے ہیں۔ آج یہ ہے عالم اسلام اور دین رسول اور شخصیت رسول کی بیچارگی اور لاوارثی کا۔ جبکہ غیر تمند وارثین اسلام، لوگوں کو ایسی خرافاتی روایات والی کتابوں کے پڑھنے اور پڑھانے والوں کے خلاف ایسی کتابوں پر بندش، کا اور ناموس رسالت کی ہتک کے خلاف حکومت وقت سے سوموٹو ایکشن اور راست اقدام کا مطالبہ کرنا چاہیے بلکہ امت والوں کو خود بھی براہ راست احتجاج کرنا چاہیے۔

قرآن کے ہوتے ہوئے امامی فقہوں اور روایات سے دین سیکھنا یہ عمل انکار قرآن کہلائے گا۔

یہ اسوجہ سے کہ رب پاک نے فرمایا ہے کہ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ (9-17) یعنی یہ قرآن جو آپکے سامنے محسوس شکل میں موجود ہے یہ ایسے دلائل اور براہین سے ہدایت کی تعلیم دیتا ہے جو نہایت ہی پکے پختہ اور مضبوط ہوتے ہیں جبکہ علم روایات ٹوٹل ظنی ہے اور خلاف قرآن بھی لازمی طور پر ہے، اسکے علاوہ آپنے ابھی چند مثالوں سے یہ بھی دیکھا کہ انکی یہ روایات توہین رسول والی بھی ہیں۔ پھر امت کے نسلوں کو براہ راست قرآن سے دین کی تعلیم کیوں نہیں دی جاتی۔

بعثت انبیاء علیہم السلام کا مقصد

رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (165-4) (خلاصہ) اللہ نے رسولوں کو اعمال صالح پر خوشخبری دینے والا اور اعمال بد پر ڈرانے والا بنا کر بھیجا تا کہ عذاب آنے پر لوگوں کو اللہ کے خلاف کوئی حجت یا بہانہ نہ ملے کہ ہمیں راہ راست کی ہدایت دئے بغیر کیوں سزادی جا رہی ہے یاد رکھا جائے کہ راہ بد اختیار کرنے والوں پر سخت گرفت ہوگی اللہ بڑا حکمت والا ہے جو بغیر سبب کے بربادی نہیں لاتا۔ سو جب یہ طئے ہوا کہ اللہ اپنے انبیاء کے ذریعے انسانوں کو انکی اچھائیوں پر خوشخبریاں دلاتا ہے اور برائیوں کے انجام سے ڈراتا ہے اسکے ساتھ دنیا کی حیاتی میں انبیاء علیہم السلام کی جو بعثت ہوئی ہے وہ زمانے کے غلام ساز فراعنہ اور جاگیر داروں کے خلاف غلاموں کو آزادی دلانے کے لئے ہوئی ہے (22-26) (18-44) نیز قارونی سرمایہ داریت کے استحصال کے خلاف بھی انکی بعثت ہوئی ہے (15-20) تو اتنے بڑے بار نبوت کو نبھانے کیلئے لازم بنا کہ زمانے کے فرعونوں قارونوں کے خلاف انقلابات لانے

والے انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں اقتدار اور حکمرانی عطا کی جائے جو فی الواقع دی بھی گئی تھی جسکی شاہدی قرآن حکیم نے بھی دی کہ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا (79-21) یعنی ہم نے جملہ انبیاء علیہم السلام کو حکمرانی اور حکمرانی کا منشوری علم بھی دیا تھا۔ یہی وضاحت خصوصیت کے ساتھ جناب خاتم الرسل علیہ السلام کیلئے بھی قرآن حکیم نے کی ہے کہ إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا (4-105) یعنی ہم نے آپکی طرف نازل کیا حق والی کتاب کو تا کہ آپ حکمرانی کریں لوگوں کے بیچ میں اللہ کی دکھائی ہوئی بصیرت کے ساتھ۔

جناب قارئین! جاگیر داری شاہی اور سرمایہ دار شاہی نے ہر دور میں علم وحی کے خلاف اور اسکے رد میں انبیاء علیہم السلام کی انقلابی تعلیمات اور انکی حکمرانی والی تاریخ کو مسخ کر کے انہیں رہبانی پیشوا اور خانقاہی دنیا کا تارک الدنیا صوفی قسم کی سجادہ نشین شخصیت بنا کر پیش کیا ہے انکے اس مسخ شدہ تعارف سے امامی ٹکسالوں کی بنائی ہوئی حدیثیں انبار بر انبار مذہبی علوم کے نام سے مارکیٹ میں موجود ہیں۔ جن احادیث کو مأخذ بنا کر جو علم تاریخ بنایا گیا اس میں انبیاء علیہم السلام کو سیاسی حکمرانی سے الگ کر کے دکھایا گیا ہے۔

اس مقام پر قارئین حضرات کو یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ انسانوں کی ہدایت کا علم وحی والا سلیبس اللہ نے جملہ انبیاء کی معرفت ایک ہی قسم کا دیا ہوا ہے إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ (4-163) جب سامراجی استحصالیوں نے اس علمی وحدت کو اپنی لوٹ کھسوٹ میں رکاوٹ سمجھا تو اپنے کرایہ کے لکھاریوں اور بکاؤمال دانشوروں کو امامت کی پگڑی پہنا کر ان سے رد قرآن کی خاطر تفصیل قرآن کے نام سے جناب رسول علیہ السلام کے نام سے منسوب فرمودات کے حوالوں سے فرضی اور جھوٹی حدیثیں بنوائیں۔ میں یہاں کھلکر جو علم حدیث کی جملہ روایات کو جھوٹا فرضی اور من گھڑت قرار دے رہا ہوں یہ اتنی بڑی بات میری نہیں ہے یہ قرآن حکیم نے بتائی ہے کہ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (114-20) خلاصہ اے میرے رسول آپ مسائل دین بتانے کے وقت قرآن کے مقابلہ میں لوگوں کے سوالوں کے جواب میں وحی کی تکمیل سے پہلے اپنی طرف سے باتیں حدیثیں سنانے میں عجلت نہ کریں۔ اگر آپکو ملے ہوئے مقدار علم وحی میں لوگوں کے سوالات کا جواب موجود نہ ہو تو آپ اللہ سے درخواست کریں مطالبہ کریں دعا مانگیں کہ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (114-20) اے میرے رب میرا علم بڑھا کہ میں لوگوں کے سوالات کا جواب دے سکوں۔ یہ بات اسلئے کہ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (114-20) یعنی قوانین دین اور اسکی باتیں خالص اللہ کی چلینگی جو اللہ سب سے بلند اور حقیقی بادشاہ ہے۔

اللہ کے فرمودات وحی کے سوا نبی کو بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو دین کی باتیں اپنی طرف سے بتائے اسی کے لئے حکم ہوا کہ فَذَكِّرۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مَن يَّخَافُ وَعِيۡدِ (45-50) یعنی اے میرے نبی! آپ لوگوں کو قرآن سے قوانین بتائیں جن کو ذرا بھی خوف خدا ہو یہ تو ہوا آپکو قولی حدیثوں سے متعلق منع کا حکم لیکن جو خلاف قرآن جعلی علم حدیث گھڑنے والوں نے حدیثوں کے اقسام بنائے ہیں کہ قولی حدیث فعلی حدیث اور اثر رسول کے نام کی حدیثیں تو فعلی اور آثار رسول نامی حدیثوں پر بھی قرآن نے بندش ڈالی ہے فعلی حدیث اور اثر رسول کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کوئی بات زبان سے نہ بولے بلکہ کوئی عمل کرے تو وہ حدیث فعلی کہلائے گی اسی طرح کوئی بھی شخص نبی کے سامنے کوئی عمل کرے نبی اسے دیکھنے کے بعد کوئی منفی یا مثبت ریمارک نہ دے تو وہ چپ رہنا بھی آثار رسول نامی حدیثوں کے زمرہ میں سے شمار کیا گیا ہے سو ان تینوں قسم کی حدیثوں کا بھی قرآن حکیم نے آیت کریمہ فَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنۡ كَصَاحِبِ الۡحُوۡتِ (48-68) سے رد فرمادیا کہ اے میرے رسول! آپ اپنے رب کے احکام پر جمے رہیں یونس علیہ السلام کی طرح نہ بنیں جو اسے میرے حکم کے سواء میرے حکم کا انتظار کئے بغیر جو خیال جی میں آیا تو اسپر عمل کر ڈالا۔

میری ان گذارشات کا کل مقصد یہ ہے کہ امامی علوم کی جملہ حدیثیں اور فقہیں قرآن سے ملے ہوئے دین کو رد کرتی ہیں۔ ابھی یعنی آج کے دور کی بات ہے کہ امریکہ کے نیویارک کی کسی یونیورسٹی میں اسلامیات کے انگریز عیسائی پروفیسر سے اسکی بیٹی اسلام کے متعلق قرآن حکیم کی روشنی میں سوال پوچھتی رہی جسکے جوابات دینے کیلئے پروفیسر صاحب کو باقائدہ قرآن کے مطالعہ کی ضرورت محسوس ہوئی اور اپنے مطالعہ قرآن سے اپنی بیٹی کو کہا کہ قرآن سوشیوا کانامی موومنٹ کی کتاب ہے یہ جواب انٹرنیٹ پر اس ای میل پر ہر کوئی پڑھے (Book Name was Jesus a muslim?) (Writer: Prof: Shedinger) میں یہاں قارئین کی خدمت میں انکی توجہ عیسائی انگریز پروفیسر کے بتائے ہوئے قرآن کے تعارفی جملہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جسکا اردو میں ترجمہ بنتا ہے معاشروں اور سماج کیلئے مالیات اور معاشیات کے حوالہ سے ہلچل مچانے کی کتاب۔ جس کی مزید تشریح یہ ہے کہ معاشی خوشحالی اور معاشیات کے مسائل کے حوالوں سے دنیا میں تحریک چلانی ہے، مطلب کہ قرآن کے اس تعارفی ریمارک اور جملہ کا براہ راست تعلق ربوبیت عالمین جہانوں اور اقوام عالم کی پرورش سے ہے جو یہ جملہ الحمد للہ رب العالمین کی طرح پورے قرآن کا ایک قسم کا عنوان ہے ٹائٹل ہے، اور سرنیم ہے۔ قرآن کا مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہوگا کہ پورے قرآن میں اللہ کے اسم ذات "اللہ" کے بعد اسکا صفاتی نام "رب" اسکے دیگر جملہ صفاتی ناموں سے زیادہ استعمال کیا گیا ہے اللہ کا نام قرآن میں لگ بھگ دو ہزار سات سو بار استعمال ہوا ہے اور اسکا صفاتی نام "رب" اندازا نو سو بار استعمال ہوا ہے۔ مطلب کہ قرآن حکیم اپنی اہم اصطلاح ربوبیت اقوام اور عالمین سے اشارہ دے رہا ہے کہ دنیا جہان میں معاشی خوشحالی اور برابری

کے لئے موومنٹ کو قائم رکھو، میرا خیال ہے کہ مذکور عیسائی پروفیسر نے قرآن کا مطالعہ براہ راست قرآن حکیم کی تصریف آیات سے کیا ہے جب ہی تو وہ قرآن کے صحیح تعارف کو پہنچا ہے اگر وہ قرآن کو اماموں کے تیار کردہ علم الحدیث اور فقہوں کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتا جنکی تعبیرات سے اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ سے صلوٰۃ کی معنی روزانہ پانچ عدد نمازیں اور زکوۃ (یعنی سامان پرورش جسکی ہر وقت روزانہ کئی بار ضرورت پڑتی ہے) اسکی معنی امامی علوم نے بتائی ہے سال میں ایک بار بچت مال کا چالیسواں حصہ دینا، تو اس قسم کی معناؤں سے انگریز عیسائی پروفیسر مسلم مولویوں کی طرح عمر بھر قرآن کو ہرگز ہرگز نہ سمجھ پاتا۔ لیکن جب اس غیر مسلم شخص نے قرآن کو بغیر امامی علوم اور روایات کے سہارے کے پڑھا تو وہ صحیح مطلب سمجھ گیا کہ یہ کتاب معاشروں کی ضروریات زندگی کی خاطر موومنٹ چلاتے رہنے کی تحریک چلانے کی بات کر رہی ہے جبکہ امام بخاری کی حدیثوں میں ہے کہ فتنہ کے زمانے میں بیوی اور بکریوں کو لیکر لوگوں سے جدا ہو کر تحریکیں چلانے کی بجاء کسی جبل پر چڑھ جاؤ اور وہاں جاکر زندگی بسر کرو!

جناب قارئین! اللہ کی فرمان فَاصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ الۡغُرُوۡبِ (39-50) کی معنی ہے کہ اے مخاطب قرآن تو آپکو اللہ کے دئے ہوئے نظام ربوبیت کو قائم کرنے کیلئے اللہ کی حمد و ستائش والی حاکمیت کی خاطر جدوجہد کر! سو علم روایات بنانے والوں نے سبح لفظ کی معنی سے تحریک۔ جدوجہد اور موومنٹ چلاتے رہنے کی معانی کو کاٹ کر دانیدار مالھا پر سبحان اللہ سبحان کرتے رہنے والی معنی مشہور کر دی ہے اب دنیا کے کافر لوگ قرآن سے زندگی گذارنے کیلئے اسکی اصطلاح تسبیح سے اسکی اصلی صحیح معنی ہمہ تن جدوجہد کرتے رہنے پر عمل کر رہے ہیں اور مسلم امت کے لوگ انہیں قرآن دشمن اتحاد ثلاثہ کے اماموں سے ملی ہوئی روایات کی بتائی ہوئی معناؤں سے دانے دار تسبیح والی مالھا پر اللہ کے ناموں کو گنتی کرتے رہنا والی معنی قرار دئے ہوئے ہیں۔ اسی صورتحال سے اقوام مغرب کی ترقی اور مسلم اقوام کی خستہ حالی اور تنزل کے اسباب معلوم ہوتے ہیں۔

جناب قارئین! امامی علوم مسلم امت کی درسگاہوں میں بنوامیہ کے زوال اور شکست کے بعد لائے گئے ہیں جب بنو عباس کے لوگ خلافت اسلامیہ پر براجمان ہوئے تھے تو انہوں نے قرآنی تعلیمات یعنی قرآن سے دینی قوانین اخذ کرنے کے نصاب کو ہٹا کر اسکی جگہ مجوسی اماموں کی گھڑی ہوئی خلاف قرآن روایات اور فقہوں کو دین اسلام کا نصاب تعلیم بنادیا جو ابھی تک جاری ہے بنوامیہ کے خلاف جنگ کا اصل سبب امت مسلمہ کی درسگاہوں سے قرآنی نصاب تعلیم کو ہٹانا تھا۔

قرآن دشمنوں کا دجل وفریب

محترم قارئین! آپ میں سے دینیات کا مطالعہ کرنے والے احباب کو معلوم ہوگا کہ فن حدیث بنانے والوں نے علم حدیث کو وحی خفی کا نام دیا ہوا ہے، یعنی ان لوگوں نے وحی کو دو قسم کا مشہور کیا

ہوا ہے ایک جلی دوسرا خفی، وحی جلی قرآن کو کہتے ہیں اور وحی خفی انکے خود ساختہ علم حدیث کو کہتے ہیں، جبکہ تھوڑا سا غور کرنے سے انکی علمی تبحر اور پھنے خانی کا پول کھل جاتا ہے وہ اسطرح کہ لفظ وحی کی معنی ہی جب اشارہ کرنا ہے اور کسی بات کو کسی کے ذہن میں یعنی مشارالیہ کے سواء دوسرے لوگوں سے مخفی طور پر غیر محسوس انداز میں ڈالنا ہے (16-68) (41-12) (5-111) تو اس معنی سے خود قرآن حکیم ہی وحی خفی ثابت ہوا۔ فن حدیث میں بڑا نام پیدا کرنے والے لوگوں کو امام کہا جاتا ہے مثال امام زہری امام بخاری امام طبری، امام مسلم امام ترمذی کتنے اماموں کے نام گنوائیں اس فن کے امام باڑے ان گنت اماموں سے بھرے ہوئے ہیں ان جاہل قرآن دشمن اماموں نے قرآن کو وحی جلی کا نام دیا ہوا ہے۔ جبکہ لفظ جلی مختلف صیغوں میں قرآن حکیم کے اندر چار بار استعمال ہوا ہے ان چاروں موقعوں پر کہیں بھی یہ لفظ قرآن کے ساتھ بطور صفت کے استعمال نہیں ہوا۔ اگر میں ان اماموں کو جاہل نہ کہوں اور انکے علمی تبحر کو تسلیم کروں تو پھر یہ لوگ بڑے دھوکہ باز فراڈی اور فریبی قرار پائیں گے وہ اسوجہ سے کہ انہوں نے وحی کو دو قسم جلی اور خفی قرار دیکر دوسرا قسم جو صحیح معنیٰ میں خفی نام کا ہے اور واقعی وہ حقیقی طور پر مخفی بھی ہوتا ہے یہ اصلی معنی والا قسم تو اپنی خود ساختہ رد قرآن کیلئے گھڑی ہوئی حدیثوں کے لئے قرار دیا اور جو وحی ظاہر باہر ہو ایسا جو اسے سب لوگ دیکھ بھی سکیں اور سن بھی سکیں یعنی اپنی معنی کے خلاف جسکو وحی بھی نہ کہا جا سکے تو یہ قسم انہوں نے قرآن پر چسپاں کر دیا ہے غور کیا جائے تو انکا اس سے بڑھکر دجل اور فراڈ اور کونسا ہو سکتا ہے؟ جلی چیز ظاہر باہر جو آواز کے حوالہ سے سنی جائے وہ چیز وحی نہیں ہوتی کیونکہ وحی میں کلام اور مکالمہ نہیں ہوتا وہ یک طرفہ ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے تو رب پاک نے اپنے نبی جناب موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي (7-144) یعنی جملہ انبیاء میں سے اکیلے جناب موسیٰ علیہ السلام ایسے نبی اور رسول ہیں جسکو اللہ کی تعلیم دو طریقوں سے ملی ہے ایک رسالات جو وحی والے پیکیجز ہیں دوسرا طریقہ مکالموں کا جس میں رب پاک نے موسیٰ سے آواز کے ساتھ بغیر مخفی وحی والے انداز کے (2-97) جناب موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ بقیہ جملہ انبیاء علیہم السلام کو جو بھی علم دیا گیا ہے وہ صرف وحی کے حوالہ اور سورس سے دیا گیا ہے، آیت کریمہ قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي (7-144) صاف صاف بتا رہی ہے کہ رسالات نامی علمی پیکیجز جملہ انبیاء کو دی ہوئی تعلیم کی طرح بذریعہ وحی والی تعلیم ہے اور جناب موسیٰ کی خصوصیت اسکا کلیم اللہ بننا اور اسکے ساتھ اللہ کا کلام یہ وحی کے طریقہ کے سواء دوسرا طریقہ ہے اسے جلی اور ظاہر کہا جا سکتا ہے جو کسی اور نبی کے ساتھ عمل میں نہیں لایا گیا اسکو قرآن نے کلام کہا ہے وحی نہیں کہا اگر امامی گینگ کے لوگ جاہل نہیں عالم ہیں تو انکا اپنے من گھڑت علم، علم حدیث کو وحی خفی کا نام دینا یہ شرک بالقرآن کہلائیگا اور انکا قرآن حکیم کو وحی جلی قرار دینا انکا یہ نظریہ انکار قرآن قرار پائیگا کیونکہ وحی ہمیشہ مخفی ہی ہوتی ہے (26-194) جلی چیز کو

وحی کہنا یہ علم اللغت میں فراڈ اور دھاندلی کہی جائیگی کیونکہ صرف دل و دماغ پر نازل ہونے والی ہر چیز مخفی ہوتی ہے اور کانوں سے سنی جانے والی چیز خفی نہیں ہوتی بلکہ جلی ہوتی ہے جو صرف موسیٰ علیہ السلام کو دونوں طرح سے علم دیا گیا بقیہ جملہ انبیاء کو صرف وحی کے ذریعہ سے علم دیا گیا، جسکا انداز مخفی ہوتا ہے اسے سواء مشارالیہ کے اور کوئی بھی محسوس نہیں کر سکتا۔ میرے خیال میں علم حدیث کے نام سے امام کہلانے والوں نے جو اپنی گھڑی ہوئی روایات کو وحی خفی کا نام دیا ہے اس سے بھی انکی شرک بالقرآن والی سوچ اور پسمنظر کو قارئین لوگ سمجھ گئے ہونگے۔ میں نے امام لوگوں کو جو ابھی جاہل قرار دیا ہے یہ اس بنا پر کہ انہوں نے بربناء تجاہل عارفانہ کے قرآن کو وحی جلی کا نام دیا ہے، ورنہ یہ لوگ بڑے عالم تھے اور اچھی طرح سمجھتے تھے کہ ہر قسم کی وحی مخفی ہوتی ہے جو نبی کے سوائے کوئی بھی محسوس نہیں کر سکتا۔ علم وحی کو جلی سورس قرار دینا یہی انکا دجل اور فریب ہے اسی وجہ سے ان حدیث سازوں نے اخیر زمانے میں دجال کے ظاہر ہونے کی حدیثیں بنائی ہیں تاکہ انکے امیڈیٹ دور حاضر کے امامی دجل اور فریب کی طرف لوگوں کا ذہن نہ جا سکے۔

جناب قارئین! کیا بتائیں حدیث ساز اماموں کے دجل کے بارے میں انہوں نے تو امام مہدی کے اخیر زمانے میں آنے کی بھی حدیثیں بنا رکھی ہیں جبکہ اللہ نے امام بھی اپنی علم وحی کی کتاب کو کہا ہے اور مہدی بھی کتاب قرآن کو کہا ہے (2-185) (12-46) سو ان حدیث ساز اماموں نے موجود امام مہدی قرآن کی طرف سے لوگوں کی توجہات ہٹانے کیلئے امام مہدی کے قرب قیامت میں آنے کی حدیثیں بنائی ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ اثنا عشری شیعوں کا امام پیدا شدہ ہے اور وہ پردہ غیب میں ہے اور سنی مارکہ شیعوں کا امام مہدی آگے چلکر پیدا ہوگا۔

مقصد نزول قرآن

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا (105-4) خلاصہ یعنی ہم نے نازل کی ہے آپکی طرف یہ کتاب اس واسطے کہ آپ حکومت کریں فیصلے کریں اور حکومت چلائیں اس دستور اور منشور سے لوگوں کے درمیان جو آپکو عطا کردہ ہے اللہ کی قرآنی بصیرت سے (7-203)۔

محترم قارئین! آپ نے غور فرمایا کہ اللہ نے کس طرح تو کھول کر سمجھایا کہ یہ کتاب قرآن، دنیا جہان کے لوگوں کے اختلافات اور مسائل کو حل کرنے کیلئے قانون کی کتاب ہے۔

قانون قرآن کی غرض وغایت

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (3-19) (دنیا جہان والوں کو سنایا جائے کہ) اللہ کے دین یعنی قانون کی غرض وغایت آپ کو سلامتی اور امن دینا ہے۔

دنیا بھر کا جو بھی قانون امن و سلامتی نہ دے سکے تو اسے قبول نہ کرو وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (3-85) یعنی جو بھی کوئی شخص اسلام کے سوا کسی

اور قانون کی جستجو میں ہو گا تو اسکی دریافت کو ہر گز قبول نہیں کیا جائیگا۔ ایسے آدمی کا انجام خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا۔ یہ بات اسلئے کہ سلامتی اور امن قرآنی قانون کے سواء اور کسی قانون میں نہیں ہے۔ یہ امن اور سلامتی معاشی اور معاشرتی مساوات کے احکام میں مضمر ہے۔

اللہ کے دین میں غیر اللہ کے قوانین کی ملاوٹ قبول نہیں ہے

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ (39-11) خلاصہ یعنی اے نبی! کہد یجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں حکم مانوں عبد بنوں اللہ کا اسکے قوانین کے مقابلہ میں کسی اور کی اطاعت نہ کروں۔

محترم قارئین پوری امت صدیوں سے قرآن کے مقابلہ میں قرآن کے خلاف بنائی ہوئی حدیثوں اور امامی فقہوں کے پیچھے چل رہی ہے مسلم امت کی عدالتوں اور فتوی گھروں میں فیصلے امامی علوم اور امامی روایات پر دئے جاتے ہیں جن جھوٹی روایات کی نسبت جناب رسول علیہ السلام کی طرف ہوئی ہے جس رسول کا فرمان اور اسکی سچی قرآنی حدیث ابھی آپ نے ملاحظہ فرمائی اسکا اعلان ہے کہ مجھے خالص اللہ کے احکامات اور اوامر ونواہی کی تابعداری کرنی ہے (39-11) رب تعالی اپنے رسول کو پابند بناتا ہے کہ إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ (39-2) ہم نے آپکی طرف حق والی کتاب نازل کی ہے اب اللہ کی اطاعت کر خالص اسکے قوانین کے دائرے میں رہتے ہوئے أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ (39-3) کیا دین خالص اور شرک سے پاک قوانین پر عمل کرنا آپکے اوپر اور لوگوں کے اوپر اللہ ک حق نہیں ہے؟ میں یہاں امت مسلمہ سے اور امت کے علماء سے سوال پوچھتا ہوں کہ آپ سب نے جو بجاء قرآن کے علم روایات کو اور امامی فقہوں کو دین اسلام کا اصل اور ماخذ قرار دیا ہوا ہے آپکی مستند کتاب بخاری میں کتاب الطلاق کی چوتھی نمبر حدیث میں لکھا ہوا ہے کہ جناب رسول اللہ (معاذ اللہ) جونیہ نامی ایک عورت سے شہر سے باہر واقع اسکے ہاں گئے اور اس سے برائی کا مطالبہ کیا تو جواب میں اس عورت نے کہا کہ چل چل میں ایک رانی اور ملکہ ہوں آپ جیسے بازاری شخص کو کیونکر اپنے قریب آنے دونگی (استغفر اللہ)۔ اب کوئی بتائے کہ جس عظیم المرتبت اور عالی مقام رسول کی شان میں قرآن بتائے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيرًا (33-21) یعنی آپ کے لئے جناب رسول کی حیاۃ طیبہ ایک سمبال ہے، ایک نمونہ ہے اور اطاعت کیلئے اسکی ایک مثالی حیثیت ہے۔ ایسے رسول کو یہ حدیث ساز امام لوگ کس طرح اپنی جھوٹی خود ساختہ حدیثوں کے ذریعے گالیاں دیکر تبرا کرتے ہوئے جنگ قادسیہ میں شکست ک وجہ سے اپنے اندر کی بھڑاس نکال رہے ہیں۔

جناب قارئین! ہم نے اثنا عشری امامی شیعوں کی اصحاب رسول کے شان کے خلاف تبرا کی باتیں تو پڑھی ہیں لیکن اہل حدیث و اہل سنت کہلانے والے حدیث ساز سنی یا اہل حدیث امام بخاری کی براہ راست جناب رسول کے شان میں یہ تبرا والی حدیث بھی نوٹ فرمالیں اور بتایا جائے کہ جب اصحاب

رسول کا دشمن کافر کہا جاتا ہے تو جناب رسول پر تبرا کرنے والا امام بخاری اور اسکے معتقدین کیا کہلائیں گے؟؟؟

محترم قارئین! اگر امام بخاری نے یہ حدیث اکیلے گھر میں بیٹھ کر اپنے استادوں سند کے راویوں سے یہ روایت سننے کے بجاء خود سے گھڑ کر بنائی ہے تو امام بخاری اکیلا تبراباز کہا جائیگا، اگر جو اسنے واقعی سند میں لکھے ہوئے راویوں سے سفر کر کر کے بذریعہ عن فلان وغیرہ کے سنکر یہ حدیث لکھی ہے تو ایسی صورت میں امام بخاری کی اس سند کے اندر جملہ راوی اساتذہ بھی کذاب اور دشمن رسول اور تبرائی ہونگے۔ شیعہ تبرائیوں اور اہل حدیث وسنی تبرائیوں کا فرق صاف طور پر سامنے آگیا کہ ایک گروہ دشمن اصحاب رسول ہوا دوسرا گروہ دشمن رسول ہوا۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ ان سب فرقوں کی آپس میں کوئی تو رشتہ داری ہے!!! مجھے اپنے اس مضمون میں صرف یہ بات قارئین کی خدمت میں قرآن سے ثابت کرنی ہے کہ اتَّبِعُواْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُواْ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلاً مَّا تَذَكَّرُونَ (7-3) یعنی اتباع صرف قرآن کی کرنی ہے جو اللہ کی جانب سے نازل کردہ ہے اور اس قرآن کے سواء کسی بھی امامی روایات اور امامی فقہوں والے علوم کی انہیں دوست اور خیر خواہ قرار دیتے ہوئے تابعداری نہیں کرنی۔

محترم قارئین! اس آیت کریمہ (7-3) پر غور کرینگے تو صاف طور پر ثابت ہو جائیگا کہ قرآن کے سواء اللہ کے سواء غیر قرآنی مکتبہ فکر کے امام لوگ فقہ ساز و حدیث ساز امام لوگ یہ سب اور انکے جملہ علوم اسلام اور امت مسلمہ کے ولی اور دوست نہیں ہیں۔ سو جب یہ صورتحال ہے تو اللہ کو حق پہنچتا ہے کہ آپ لوگوں سے وہ پوچھے کہ أَفَغَيْرَ دِينِ اللّهِ يَبْغُونَ (3-83) یعنی کیا تم اللہ کے دین کے سواء اللہ کے قانون کے سواء اغیار کے دین اور قانون کی ٹوہ میں لگے رہتے ہو، جبکہ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ (22-78) یعنی اللہ نے اپنے مثالی اور لاجواب دین اور قانون کے لئے آپکا انتخاب کیا ہے اور آپ کے لئے اس دین میں کوئی مشقت اور کھٹکے والی حرج والی بات ہی نہیں کی، جبکہ امامی علوم والا دین اور امامی روایات اور احادیث والا دین حرج ہے جس میں قدم قدم پر مشقتیں ہیں، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ پورے قرآن میں وضو کے ٹوٹنے کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے لیکن امامی فقہوں کے علوم میں پیٹ سے ہوا خارج ہو جانے کے صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے کیا تو بے تکی اور خلاف عقل بات ہے وضو کا مقصد تو ظاہری اعضا کی صفائی ہے پھر جب پیٹ سے ہوا خارج ہو جائے تو ان اعضاء ظاہری پر کونسی مٹی غبار یا کالک چڑھ جاتی ہے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، قرآن حکیم میں کسی چیز کے ٹوٹ جانے کا ذکر نقض ینقضون وغیرہ کے صیغوں سے نو بار استعمال ہوا ہے، جو معاہدوں ایگریمنٹ وعدوں کے توڑنے پیٹھ اور کمر کو مضبوط رکھنے والی ہڈی کے ٹوٹنے اور سوت کو کاتنے کے بعد اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے معنوں میں تو استعمال ہوا ہے لیکن وضو کے ذکر کے بعد اسکے ٹوٹ جانے کا ذکر کہیں بھی نہیں کیا گیا۔ جناب قارئین! آپ لوگوں کو

پتہ ہو گا کہ امامی علوم کے حاملین مولوی صاحبوں نے یہ مشہور کیا ہوا ہے کہ قرآن عام لوگوں کے سمجھ میں آنے والی کتاب نہیں ہے اسلئے ہر کوئی سمجھ نہیں سکے گا سواء امامی علوم وروایات کی کتابوں کے پڑھنے کے، سو اگر انکے امامی علوم وروایات قرآن کی تفسیر ہیں سو تفسیر اصل متن کے جس لفظ کا ہوتا ہے ان روایات میں پہلے وہ لفظ تو دکھایا جائے؟ جبکہ قرآن حکیم میں ٹوٹنے کا لفظ "نقض" نو بار استعمال ہوا ہے اور ایک بار بھی وضو کے ٹوٹنے کے حوالہ سے اسکا استعمال نہیں ہوا، تو بتایا جائے کہ امامی علوم والا دین واسلام حرج ہوا یا نہیں جس میں خون کے نکل پڑنے سے بھی وضو ٹوٹ جائے جس پر دوبارہ وضو کرنا لازم قرار دیا جائے تو پانی لگنے سے خون بہنے والے عضو کا زخم کچا ہو کر اسے ڈبل حرج میں ڈالدے گا، قرآن والے اسلام اور دین کیلئے تو اللہ نے فرمایا کہ دین پر چلنے میں آپکے اوپر کوئی حرج نہیں کیا (78-22) بعینہ مسئلہ بیویوں سے ہمبستر ہونے کے بعد صفائی کا بھی ایسے ہی ہے جس میں امامی علوم اور روایات نے لوگون کو حرج میں ڈال رکھا ہے کہ ایسی صورت میں مرد و عورت کا سارا جسم پلیت اور غلیظ ہو جاتا ہے اس لئے دونوں کو پورے جسم کو دھونا اور غسل کرنا لازم ہو گا جبکہ قرآن نے عورتوں سے ہمبستری کے فعل کو أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ (43-4) کے ساتھ ملا کر سمجھا دیا ہے کہ جنبی حالت کی پاکائی اور پاء خانہ کرنے کے بعد کی پاکائی یکساں قسم کی ہو گی یعنی ان مخصوص مقامات کو پاک صاف کرنا ہو گا، جنکی انوالمنٹ ہے اور جو مقامات ملوث ہیں یعنی جس طرح پائخانہ کرنے کے بعد سارے جسم کو نہیں دھویا جاتا ایسی صورت میں جماع کے بعد بھی سارے جسم کے لئے نہانے کی بھی ضرورت نہیں ہو گی۔ لیکن امامی علوم و روایات نے سارے جسم کو صاف کرنے کی مشقت بڑھا کر لوگوں کو حرج میں ڈال دیا ہے اس لئے قرآن نے فرمایا اللہ نے اپنے دین میں آپکو حرج میں نہیں ڈالا۔ میری معلومات کے مطابق کئی سارے بے وسیلہ اور غریب لوگ جن کے پاس سردیوں کی موسم میں پانی گرم کرنے کے وسائل نہ تھے انہوں نے جب غسل کرنا دین واسلام کا فرض سمجھ کر ٹھنڈھے پانی سے غسل کیا تو ان کو تو نمونیا یا فالج ہو گیا، ٹھنڈھے پانی کو گرم کرنا تو برابر آج کے دور میں خرچ طلب مسئلہ ہے لیکن خود پانی بھی کئی مقامات پر مہنگا اور نایاب ہے سو ایسا دین ہی کس قسم کا جو غریب و امیر کے لئے یکساں نہ ہو اور پانی کی کمی والے علائقوں کیلئے بھی اور پانی کی فراوانی والے علائقوں میں رہنے والوں کے لئے برابر نہ ہو بہر حال هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ (78-22) اللہ نے دین میں آپکے اوپر کوئی مشقت اور حرج لاگو نہیں کیا۔ (امامی دینوں کی طرح)۔

اللہ امامی مذاہب کو قبول نہیں کرتا

اللہ نے جب یہ ایک اصول سمجھا دیا کہ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (19-3) یعنی اللہ کے پاس دین وہ ہے جو لوگوں کو سلامتی اور عافیت بخشے امن اور سکون عطا کرے، لیکن آپنے دیکھا کہ امامی ادیان میں مشقتیں اور قدم قدم پر حرج ہی حرج ہیں اس لئے رب تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ وَمَن

يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (85-3) یعنی جو بھی کوئی شخص ہمارے اس سلامتی دینے والے دین کو چھوڑ کر کسی اور دین کی جستجو کریگا تو ہمیں اسکا ایسا دین قبول نہیں ہے۔

جناب قارئین! درس نظامی کی تعلیم پڑھنے کے زمانہ میں میں نے اساتذہ سے یہ سوال کیا تھا کہ پیٹ سے ہوا خارج ہونے کی صورت میں یا جماع کی حالت میں جسم کے باقی سارے اعضاء کو کیوں دھویا جاتا ہے جبکہ انکے اوپر کوئی پلیتی نہیں چڑھتی؟ تو جواب میں انہوں نے فرمایا کہ یہ پلیتی حکمی ہوتی ہے حقیقی نہیں ہوتی یعنی ائمہ فقہاء کا حکم ہے کہ پیٹ سے ہوا خارج ہونے کی صورت میں چہرہ بازو اور پاؤں پلیت ہو گئے اور جماع کرنے کی صورت میں سر سے لیکر پاؤں تک سارا جسم پلیت ہو گیا۔ کیا تو لاجک ہے اور کیا تو منطق اور فلسفہ ہے امام لوگوں کے حکم کا۔

محترم قارئین! یہ امام لوگ جنہوں نے ایسے غیر عقلی فقہ اور قانون بنائے ہیں یہ لوگ اتحاد ثلاثہ یہود مجوس اور نصاریٰ کے وہ دانشور ہیں جنہیں روم فارس کی جنگوں میں شکست خوردہ عالمی سامراج نے ایسی ڈیوٹیوں پر لگایا کہ جاؤ اور امت مسلمہ کیلئے ایسے مذاہب تیار کر کے ان میں انہیں منہمک رکھو جو وہ ہر وقت پاک پلیت کے چکروں میں سرگردان رہیں۔ مٹی کے ڈھیلوں اور پتھروں سے پیشاب کرنے کے بعد پیشاب کی مخرج کو سکانے کی بھی فقہی روایتیں بنائی گئی ہیں کہ ان کے لئے ڈھیلے اور پتھروں کے استعمال کا ثواب بھی ملیگا جو قیامت میں ان کو ترازوں میں وزن کر کے ان کے برابر ثواب دیا جائیگا۔

آؤ دیکھو کہ انکی یہ امامت کس ڈھنگ کی ہے

محترم قارئین! میں یہ امامی کرتوت آپکے سامنے پیش کر کے بہت شرم محسوس کر رہا ہوں کہ امت مسلمہ کو صدیوں سے ان اماموں کا اندر والا اصلی روپ کیوں نظر نہیں آرہا، غور فرمائیں جو احناف کا امام محمد اپنے استاد امام ابو حنیفہ سے روایت کر رہا ہے عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصیب من وجھھا وھو صائم۔ یعنی بی بی عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ انکے ساتھ روزے کی حالت میں مونہہ میں جماع کرتے تھے۔ حوالہ کتاب الآثار حدیث نمبر 288 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان صفحہ نمبر 71 تا 72 کم سے کم امت کے حنفی فرقہ والوں کیلئے ڈوب مرنے کا مقام ہے جو ان لوگوں کے ہاں جناب رسول کی عزت سے زیادہ انکے امام لوگ عزت والے ہیں تمام اہل سنت کہلانے والے سوانح نگاروں کے مطابق لوگ ابو حنیفہ کو امام اعظم کا لقب دئے ہوئے ہیں سوانح نگاروں کے مطابق یہ فارسی افغانستان کے صوبہ ہرات کا ازبک یا تاجک امام ہے اسکا دادا نعمان بن مرزبان حضرت علی کا نہایت مقرب خادم بتایا گیا ہے جناب علی کی پہلی مشہور کردہ قبر افغانستان کے شہر مزار شریف میں بتائی گئی ہے جس کے نام سے شہر کا نام مشہور کیا گیا

ہے وہ علی بھی نہیں معلوم کہ کوئی فارسی ازبک تاجک یا پختون امام ہے یا اصلی اور حقیقی عرب علی ہے۔

جناب قارئین! اللہ کا غضب پڑے ایسی بوگس اور فاحش حدیث بنانے والے حدیث ساز اماموں پر، اب میں قارئین کی توجہ امام ابو حنیفہ کی سیرت کے حوالوں سے اسکے بارے میں جو تعریفوں کے پل باندھے گئے ہیں انکی طرف مبذول کراؤنگا کہ ابو حنیفہ نے اپنی زندگی کی چالیس سال کی راتین عشا نماز کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھی ہے اور ساری ساری راتوں میں نفل نمازوں میں روزانہ قرآن کا ختم پورا کرتے تھے اور زندگی کے تیس سالوں کے عرصہ میں روزانہ روزے رکھتے تھے قارئین لوگ غور فرمائیں کہ یہ محال اور ناممکن العمل تکلفات جھوٹوں کے پلندے سب اس مقصد کی خاطر لکھے گئے ہیں کہ کوئی ٹیکسٹائل کے کاروباری امیر امام کا اندرونی مجوسیت والا تبرائی چہرہ نہ پہچان سکے جو یہ لوگ تقیہ کے روپ میں بہروپیے بن کر رد قرآن کیلئے علم روایات کے پلندے لیکر اسلام میں داخل ہوئے تھے خاص اسلئے کہ ان کی زہر بھری روایات کو شربت روح افزا سمجھ کر لوگ پیتے رہیں۔ کتاب بخاری کی شرح عمدۃ القاری امام بدرالدین عینی نے لکھی ہے جسکی آٹھویں جلد میں آیت قرآن نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُواْ حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ (2-223) کے ذیل میں کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری میں امام شافعی اور امام محمد بن الحسن الشیبانی کا ایک مکالمہ اور مناظرہ لکھا ہوا ہے جس میں امام شافعی وطی فی الدبر کو جائز بتاتے ہیں اور امام محمد اسے جائز نہیں مانتے پھر اسے منوانے کیلئے امام شافعی اس سے سوال کرتے ہیں کہ کیا اگر کوئی شخص بازو کے ٹھونٹھ کے موڑ میں جماع کرے تو آپ اسے کیا سمجھیں گے؟ جواب میں امام محمد فرماتے ہیں وہ تو جائز ہے، پھر امام شافعی صاحب سوال کرتے ہیں کہ کوئی اگر گوڈے کے موڑ والی جگہ میں جماع کرے تو آپ اسے کیا سمجھیں گے جواب میں امام محمد فرماتے ہیں کہ وہ تو جائز ہے پھر امام شافعی اسے کہتے ہیں کہ پھر جب بازو اور ٹانگ کے موڑ کی جگہوں میں جائز ہے تو دبر میں کیوں کرنا جائز ہوگا اسکے بعد امام محمد قائل ہوجاتے ہیں کہ واقعی آپ درست فرماتے ہیں اور وطی فی الدبر بھی جائز ہے۔ اسی مبحث میں امام شافعی کے استاد امام مالک کے وطی فی الدبر کے جواز کا بھی مشہور موقف لکھا ہوا ہے۔

جناب قارئین یہ علمی شغل آپنے فقہ کے اماموں کا ملاحظہ فرمایا، اب علم حدیث کے اماموں میں سے بھی ایک نامور امام کا نظریہ بھی معلوم کریں، جناب عالی امام بخاری کے متعلق علماء حدیث کا متفقہ نظریہ ہے کہ فقہ البخاری فی تراجمہ یعنی امام بخاری کا فقہی موقف اسکے ابواب کے عنوانات میں ہوتا ہے سو کتاب بخاری کے اندر کتاب البیوع میں امام صاحب نے باب نمبر 1385 میں لکھا ہے کہ وقال عطاء لاباس ان یصیب من جاریتہ الحامل مادون الفرج یعنی عطا کا قول ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص اگر حاملہ لونڈی کو فرج کے سواء کسی بھی اور محل و مقام میں جماع کرے تو کرسکتا ہے۔

امت مسلمہ کے بہی خواہ اور باشعور لوگ ایسی ماجرا پر غور کریں کہ یہ کون لوگ اسلام میں داخل ہونے کے بعد بھی دین کے قوانین بجاء قرآن حکیم کے اپنی گھڑی ہوئی خلاف قرآن حدیثوں سے بتا رہے ہیں۔

جناب قارئین! آپ نے ابھی چھوٹے اماموں کے مشاغل علمی کے مباحث پڑھے اب انکے امام اعظم کی تقوی پر بھی غور کریں سوانح نگار لکھتے ہیں کہ جب امام ابو حنیفہ کے پاس امام محمد بن الحسن الشیبانی اپنی چھوٹی عمر میں پڑھنے آئے اس وقت اسے ابھی داڑھی کے بال نہیں آئے تھے اور وہ شکل وصورت میں بہت حسین اور خوبصورت تھے تو امام اعظم نے اس کے لئے فرمایا کہ اس لڑکے کا حسن فتنہ میں ڈال سکتا ہے اسلئے اسے پڑھاتے وقت درمیان میں پردہ حائل کرنا ہوگا پھر ایسے انتظام سے عرصہ تک اسے پڑھاتے رہے ایک دن زمین پر امام صاحب نے امام محمد کا سایہ دیکھا تو اسے سایہ میں امام محمد کی داڑھی نظر آئی اسپر استاد نے اپنے شاگرد سے فرمایا کہ محمد آپکو تو داڑھی بھی آگئی ہے مجھے تو پتہ ہی نہ چل سکا، اچھا اب آئندہ کیلئے بیچ میں پردہ کے انتظام کی ضرورت نہیں رہے گی میں تو اس قصہ سے کوئی صغریٰ کبریٰ نہیں نکال رہا لیکن اس سوانحی کہانی سے ثابت ہوتا ہے کہ امام صاحب اپنے شاگرد کو شاید دھوپ میں پڑھاتے تھے جب ہی تو سایہ میں اسکی داڑھی دیکھنے میں آئی لیکن دھوپ میں پڑھانے کی بات بھی صحیح معلوم نہیں ہوتی اسلئے کہ پردہ کی چادر کے پیچھے والے شخص کا زمین پر سایہ بیچ کی چادر کی وجہ سے نظر آنا مشکل ہے اور دھوپ میں پڑھانے کی بات تو سایہ ثابت کرنے کیلئے میری سوچ ہے، جس سے میں امام صاحب کو متقی ثابت کرنا چاہتا ہوں۔ ورنہ یقینا درس تدریس کا عمل تو سایہ میں ہوتا ہوگا اور سایہ دار درسگاہ میں زمین پر پڑھنے پڑھانے والوں کا سایہ نظر آنا تو محال ہے بہرحال عدالتی ہیئرنگ جس میں بال کی بھی کھال اتاری جاتی ہے اس کہانی کو حقیقی قرار دینے کے بجاء مصنوعی رام کہانی قرار دے گی اس دلیل اور ثبوت کے ساتھ کہ امام اعظم نے جناب رسول علیہ السلام اور اسکی زوجہ مطہرہ بی بی عائشہ کے شان میں تبرا کی ہے ان کو غلیظ اور بدبودار گالی بھی دی ہے جو گالی ابھی آپنے حوالہ کے ساتھ ملاحظہ بھی کی ہے سو جناب ایسی گالی دینے والا شخص کبھی بھی پرہیزگار نہیں ہوسکتا اور انکی پرہیزگاری کے سوانحی قصے ایسے ناممکن العمل تکلفات پر مبنی ہیں جن سے ان اماموں کی اصلی چھپی ہوئی سیرت اور کرداروں کو لوگوں سے چھپانے کی کوشش نظر آتی ہے۔ انکی ایسی سیرت کا آپنے امام شافعی اور امام محمد کے مناظرہ سے بھی اندازہ کرلیا ہوگا۔

قرآن موجود ہے تو گویا خود نبی بھی موجود ہے

یہ طئے ہے کہ جناب رسول علیہ السلام کی موجودگی میں اسکی حیات طیبہ کے دنوں میں کسی امام کسی ابدال کسی بھی پھنے خان کی دین کی لئے اسکی اتباع نہیں کی جاسکتی تھی اور نا ہی کسی سے مسائل دین میں رجوع کرنے کی اجازت تھی میں نے جو گذارش کی کہ قرآن کی موجودگی یہ رسول اور نبی کی

موجودگی کا بدل ہے یہ میری بات بہت چھوٹی سی ہے کیونکہ جناب رسول علیہ السلام کی حیات طیبہ میں کسی بھی اتھارٹی کی طرف حاجات دین میں رجوع کرنے کی مجال نہ ہوتی تھی بلکہ اصل حقیقت اس زمانے میں بھی یہ تھی کہ اللہ عزوجل نے خود جناب رسول علیہ السلام کو بھی پابند کیا ہوا تھا کہ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ (18-75) یعنی اے نبی آپکو بھی ہماری جانب سے پڑھے ہوئے قرآن کی اتباع کرنی ہے اب سوچا جائے کہ جناب رسول علیہ السلام کو بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ مسائل دین کیلئے قرآن سے باہر کی روایات کا اتباع کرے سو جب جناب رسول کو رب تعالیٰ حکم دیتا ہے پابند بناتا ہے کہ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ (45-50) یعنی اے نبی قوانین دین اور نصیحتیں قرآن کی ہی لوگوں کو سنائیں جن کو ذرا بھر بھی خوف خدا ہو۔ تو اب جب سے جناب رسول علیہ السلام دنیا سے وفات پا کر رحلت فرما گئے لیکن قرآن تو کہیں بھی نہیں گیا وہ تو اپنی صحیح حالت میں جس طرح جناب رسول پر نازل ہوا تھا وہ اہل حدیثوں اور سعودیوں کی طرف سے حرفی ملاوٹوں کے باوجود بعینہ، اسیطرح اللہ کی حفاظت سے موجود ہے سو جس طرح خود جناب رسول علیہ السلام ہی اپنی حیات طیبہ میں پابند کئے ہوئے تھے کہ وہ لوگوں کو قرآن سے باہر کی کوئی حدیث نہ سنائیں (20-114) تو ہم لوگ کون ہو سکتے ہیں جو قرآن سے باہر کی اتھارٹیوں سے دین حاصل کریں یا ایسی اور کون سی ہستیاں ہیں جو بعد وفات نبی قرآن سے باہر کے حوالوں سے دنیا والوں کو دین سمجھائیں گی بتایا جائے کہ جب خود نبی کو اللہ نے پابند کیا ہوا ہے کہ دین قرآن سے حاصل کیا جائے تو نبی اپنی وفات کے وقت کیونکر ایسی وصیت کر سکتے ہیں کہ ترکت فیکم امرین لن تضلو ماتمسکتم بهما یعنی میں تمہارے اندر دو چیزوں کو چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم لوگ ان دونوں کو تھامے رہو گے تب تک ہر گز گمراہ نہیں ہو گے پھر اس حدیث میں اثنا عشری شیعوں نے دوسے مراد کتاب اللہ اور آل رسول کو بنایا اور سنی مار کہ شیعوں نے دوسے مراد کتاب اللہ اور علم حدیث کو قرار دیا جبکہ اللہ نے جناب محمد علیہ السلام کو آل دی ہی نہیں (40-33) اور قرآن کے ہوتے ہوئے اپنی طرف سے جناب رسول کو حدیثیں بتانے پر بندش بھی عائد کی ہوئی تھی (20-114)۔

محترم قارئین! جب جناب رسول علیہ السلام کے دنیا میں ہوتے ہوئے اکیلا قرآن بلا شرکت غیرے مسائل دین کا مأخذ تھا جسکے لئے نبی بھی پابند تھے کہ وہ قرآن سے دین بتائے ایسی صورت میں نبی اپنی وفات کے بعد والے عرصہ کے لئے کیوں کر ایسی وصیت فرمائیں گے کہ قرآن اکیلا کافی نہیں اسکے ساتھ کوئی دوسری چیز بھی نتھی کرو سو وفات نبی کے بعد قرآن کی موجودگی جناب رسول

کی وفات کی وجہ سے انکی جدائی کا احساس ہی نہیں ہونے دیتی قرآن میں جس جس جگہ بھی جناب خاتم الانبیاء کو رسول کہا گیا ہے اس سے معنی بنتی ہے کہ یہ بات قرآن کی ہے۔

علم وحی ملنے کے بعد ہی نبی، نبی بن سکتا ہے

منصب نبوت نام ہی اللہ کی جانب سے ملے ہوئے علم وحی کا ہے (89-6) سو یہ ہو نہیں سکتا کہ نبی اپنی حیاتی میں تو اللہ کی جانب سے پابند کیا جائے علم وحی کی کتاب قرآن سے مسائل دین سنانے کا (45-50) اور اسپر اپنی حیاتی میں لوگوں کو اپنی طرف سے دینی مسائل کیلئے حدیثیں سنانے کی بندش بھی ہو (20-114) تو ایسا نبی بعد وفات کی خاطر وصیت کرتے وقت حدیثوں کو مأخذ بنانے کا قرآن سے شرک کیوں کریگا یا خیالی اور یوٹوپیائی آل کے پیچھے چلنے کی وصیت کیوں کریگا؟ اگر اوپر کی وصیت والی حدیث کہ نبی کی وفات کے بعد ایک قرآن کافی نہیں اس کے بدلے میں دو چیزوں کی تابعداری کرو والی حدیث درست ہوتی تو یہ بات معاذاللہ جناب رسول کی اپنے منصب نبوت (45-50) سے روگردانی ہو گی جو کہ ایسی بات ہر گز ہر گز نہیں ہو سکتی اسلئے کہ اللہ نے اپنے نبی اور اسکے ساتھیوں کیلئے یہ گارنٹی دی ہوئی ہے کہ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ (89-6) یعنی ہم نے اپنے علم وحی کی میراث اور ہدایت نامہ ایسی قوم کے سپرد کیا ہے جو وہ اسکا کبھی انکار نہیں کریں گے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اگر ہمارا رسول اسے ملے ہوئے قرآن میں اپنی حدیثیں ملائیگا تو ہم اسے پکڑ کر اسکی سانس لینے والی رگ کو ہی کاٹ دیں گے (44 تا 46-69) سو اللہ کے ان فرمانوں کے پیش نظر وصیت والی امامی حدیث ہر گز درست نہیں ہے۔

قرآن سے دین سیکھنا اللہ کے ساتھ ہم کلام ہونے کے برابر ہے

جناب قارئین! ہم نے ابھی ابھی ذکر کیا کہ اگر قرآن موجود ہے تو گویا خود جناب رسول علیہ السلام موجود ہیں اس لئے کہ جو وہ بھی قوانین دین کی ہر بات قرآن سے بتاتے تھے (45-50) تو قرآن لازمی طور پر سعودیوں اور انکے تنخواہوں پر چلنے والے وہابی اہل حدیثوں کی اس میں حرفی ملاوٹوں کے باوجود اپنی خالص صورت میں موجود ہے سو قرآن کے ہوتے ہوئے گویا جناب خاتم الرسل والانبیاء ہم سے جدا ہی نہیں ہوئے۔ لیکن یہ کلیہ بھی درجہ دوم کا ہے اس سے بھی بڑھکر اول درجے کی سوغات یہ ہے کہ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (2-186) یعنی اے میرے نبی! جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں (مجھ سے براہ راست مسائل حیات معلوم کرنے کا) تو انہیں آپ بتا دیجئے کہ (آپکی معرفت انہیں میرا قرآن پہنچانے کی صورت میں) میں انکو بہت قریب ہوں اتنا قریب اتنا قریب جو یہ لوگ جب جب بھی مجھے پکاریں گے میں انکی ہر پکار کا براہ راست جواب دونگا (اسلئے کہ میری کتاب تو آپکے گھروں میں ہے سو ہے لیکن اب تو آپکی جیبوں کے موبائلوں میں بھی

دستیاب ہے اس سے پہلے اتحاد ثلاثہ کے تنخواہ خور یہودی اور مجوسی اماموں نے عامۃ الناس کو مجھ سے دور کرنے کیلئے یہ مشہور کیا ہوا تھا کہ قرآن کو وضو کے بغیر ہاتھ نہ لگاؤ) سو اب آپ بغیر وضو بھی موبائل کے بٹن کو کلک کریں گے تو آپ اپنے موبائل کے سیٹ میں الفاظ قرآن کے ساتھ ساتھ احکام قرآن کی کیٹلاگ بھی جب سیو کرینگے تو وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (2-186) میں اللہ آپکے ہر سوال کا جواب دونگا، لیکن یہ بات بھی یاد رکھیں کہ عالمی سازشی قوتیں بھی انٹرنیٹ اور موبائلوں میں اپنے پروردہ اماموں کے علوم کو لاچکی ہیں اسلئے آپکو حکم ہے کہ امامیات کے حوالہ جات نیٹ سے تلاش کرنے کے بجاء وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (2-186) آپ لوگ مجھ سے جواب طلبی کریں مسائل حیات کیلئے خالص میری کتاب قرآن سے جواب طلب کریں اور قرآن فہمی کیلئے کسی ایرے غیرے نتھو خیرے امام اور شیخ الحدیث قاضی اور مفتی کے اقوال کے حوالہ جات تو آپ نے ابھی پڑھکر دیکھے وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (2-186) آپ لوگ میرے جوابات پر بھروسہ کریں گے تو ہدایت کو پہنچیں گے۔ سو اب تو قرآن کو قرآن کے ذریعے سمجھنے کے لئے تصریف آیات کی رہنمائی لینے کیلئے قرآن کے حافظوں سے بھی رجوع کرنے کی آپکو ضرورت نہیں پڑیگی اسلئے کہ الفاظ قرآن اور مسائل قرآن کے کیٹلاگ بھی مارکیٹ میں موجود ہیں آپکو صرف انکی طرف رجوع کرنا ہے۔ اللہ کے جوابات فی الفور آپ کے سامنے ہونگے۔

جناب قارئین! اب کوئی بتائے کہ جب اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں کو انکے سوالوں کے جواب دے رہا ہے تو اسکے بعد کسی غیر قرآنی امامی اتھارٹی کی طرف مسائل دین وحیات کے لئے رجوع کرنے کی کیوں کر ضرورت پڑے گی۔

اللہ کی جانب سے سوال کرنے والوں کو تسلی

اس کتاب قرآن کے ذریعے جو اللہ سے گویا کہ براہ راست سوال جواب کیا جاتا ہے اس معاملہ میں رب تعالیٰ نے چیلنج کی صورت میں ایک تسلی بھی دی ہے کہ آپکا میری کتاب کی توسط سے کوئی بھی ایسا سوال یا اعتراض نہیں ہوگا جس کا جواب ہم نے نہایت احسن طریقہ پر نہ دیا ہو، فرمایا کہ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا (25-33) اسکے مقابلہ میں لوگوں کو جاننا چاہیے کہ امامی خرافاتی روایات پر آپ جب غور کریں گے تو ان کو یقیناً خلاف قرآن پائیں گے۔

جناب قارئین! میں نے اس مضمون کا عنوان شروع میں یہ لکھا ہے کہ "مقصد نزول قرآن" سو اب آپ مضمون میں کی گئی گذارشات پر غور کریں گے تو آپ کو اس آیت کریمہ (2-186) کی روشنی میں یہ حقیقت سمجھ میں آجائے گی کہ جیسے رب تعالیٰ اپنے بندے کی انگلی پکڑ کر اسے دنیا میں

خود رہنمائی کرنا چاہتا ہے اور اسے خلاف قرآن خلاف علم وحی کے شیطانی القائات والے علوم سے بچانا چاہتا ہے جن شیطانی القائات کو مسخ اور منسوخ کرنے کیلئے جناب خاتم الرسل سے پہلے اللہ اپنے نبیوں کو بھیج کر لوگوں کی صحیح رہنمائی کرتا تھا اور اب جناب خاتم الانبیاء کے بعد اپنی کتاب قرآن کی خود حفاظت فرماکر اسکے ذریعہ سے اپنے بندوں کو امامی القائات سے بچانے اور انہیں منسوخ کرنے کیلئے بذریعہ قرآن خود ہدایت پر چلانا چاہتا ہے جس قرآن کو دنیا کے مترفین عالمی استحصالی سامراج والے اپنی تنخواہوں پر پالی ہوئی مذہبی پیشوائیت کے ذریعے امامی علوم کی القائات اور معنوی تحریفات کے ذریعے دنیا والوں سے قرآن کو چھیننا چاہتے ہیں۔

میری غلط فہمی

شروع میں اس سوال کہ دنیا میں قرآن کی حاکمیت کتنا عرصہ رہی؟ اس کے جواب میں میری جو راء تھی کہ وہ خلافت عباسیہ کے اختتام تک رہی جو کہ پانچ سو چھپن سال کا عرصہ بنتا تھا یہ میری راء بغیر تحقیق کے تھی اور وہ غلط تھی جو میری اندھی تقلید کا نتیجہ تھی۔ جبکہ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اسلامی حکومت خالص قرآن کی تعلیمات کے ماتحت بمشکل ایک سو سال تک چلی ہے خالص قرآنی حکومت میں علم روایات کی ملاوٹ اور دیگر امامی علوم کی سرکاری طور پر تدوین اور سرپرستی عمر بن عبدالعزیز اموی خلیفہ کے دور خلافت میں اسکے حکم سے ہوئی ہے جسکی وجہ سے قرآن کو حاکمیت اور عدالتی اقتدار سے معزول کیا گیا یہ عمل علانیہ تو بنو عباس کے خلافت پر قابض ہونے کے بعد ہوا لیکن اسکا سنگ بنیاد اموی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے دنوں میں رکھا گیا تھا یہ خلیفہ جس کو باطنی تاریخ نویسوں نے عمر ثانی کے لقب سے نوازا ہے اور اسکے جڑ تو مناقب بڑھا چڑھا کر لکھے گئے ہیں تاکہ دشمنان قرآن کے ساتھ اسکی فکری اور نظریاتی وابستگی کو امت مسلمہ سے مخفی رکھا جائے جس میں وہ بڑی حد تک کامیاب بھی ہوئے ہیں۔

اسلام کی ترقی اور اقوام عالم میں مقبولیت کا راز تو اسکے معاشی مساواتی فلسفہ میں تھا لیکن اسکے جو بال و پر تھے وہ نسلی اور گروہی تفریق کے بجاء خالص میرٹ کے اوپر فیصلے کرنے میں اور عہدے دینے میں تھے جس کا قانون إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (49-13) کے بنیاد پر تھا یعنی عزت اور مرتبہ آنیسٹ اور تقویٰ پر دیا جائے۔ اس کیمیائی رہنمائی کو آکر علم روایات نے مسخ کرایا۔ قرآن نے اعلان کیا کہ جناب محمد الرسول اللہ کو آل نہیں دی جارہی (33-40) خالص اسلئے کہ فلسفہ ختم نبوت کی تقاضا ہی یہ ہے کہ ہر ایک کو اسکے کام کے مطابق مرتبہ دیا جائے مگر علم روایات نے آل پرستی کی حدیثیں بنائیں جس طاعون اور کینسر کو عبداللہ بن سبا یہودی نے جنم دیا تھا جس کو فتح فارس و روم کے تھوڑے ہی دنوں بعد رجال کار کی پلٹنیں ملتی گئیں جن کے ذریعے قرآن کو درسگاہوں اور عدالتوں سے بے دخل کرنے کیلئے بقول مؤرخین مکہ میں عطا بن رباح مدینہ میں سعید بن مسیب شام میں امام مکحول بصرہ میں امام حسن بصری کوفہ میں امام شعبی اور ابراہیم نخعی خاص طور پر مشہور رہے

نیز امام اعظم ابو حنیفہ کی وابستگی بھی کوفہ سے بتائی گئی ہے ان لوگوں نے قرآن کے مقابل علوم تیار کر رکھے تھے پھر جیسے ہی فلسفہ آل کے بل بوتے پر عباسی حکمران انقلاب لے آنے میں کامیاب ہوئے تو ان دنوں سے لیکر آج تک مسلم امت کی ملکی عدالتوں میں قانون، قرآن دشمن امامی علوم کا رائج ہے۔ مجھے مسلم امت کے باشعور احباب کی خدمت میں یہ عرض کرنی ہے کہ اسلامی علوم کے نام سے جو بھی ذخیرہ علمی مارکیٹ میں موجود ہے وہ روایات ہوں خواہ فقہ ائمہ ہو یہ سب دشمن قرآن اتحاد ثلاثہ والے سامراج کا تیار کرایا ہوا ہے پھر اسی سامراجی امامی کھیپ کے افراد کی شان میں جھوٹی منقبت کی سوانح عمریاں لکھوائیں گئیں جیسے کہ ابھی آپنے پڑھا کہ ابو حنیفہ چالیس سالوں کی راتیں عشا نماز کے وضو کے ساتھ فجر نماز پڑھتے تھے ہر روز ساری رات میں ختم قرآن پورا کرتے تھے اور تیس سال کا عرصہ روزانہ روزے رکھتے تھے اور دن کے وقت طالب علموں کو پڑھاتے بھی تھے اور کپڑے کی دکانداری بھی کرتے تھے جناب! عقل کی ناخن لیتے ہوئے امام صاحب کے ان معمولات پر غور کیا جائیگا تو یہ تعریفیں مکمل جھوٹی اور ناممکن العمل ثابت ہونگی، یہی مصنوعیت تاریخ نویسی کی بقایا داستانوں میں بھی ہے، اس طرح بنو امیہ کے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز جس کو عمر ثانی کا لقب دیا گیا ہے اسکی تعریفیں بھی خالص جھوٹ پر مبنی ہیں۔ بنو امیہ کے جملہ خلفاء پر تو ان ہی تاریخ نویسوں نے تبرائیں کی ہیں لیکن ان میں کے ایک کو جو آسمان سے ملایا ہے اس بات کو ذی شعور لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ اسکی خلافت کے کارناموں میں سے ان ہی مؤرخوں نے یہ لکھا ہے کہ یہ پہلا خلیفۃ المسلمین ہے جس نے اپنے دور خلافت میں حدیث ساز اماموں سے علم الحدیث کے مجموعے تیار کرائے تھے، اہل مطالعہ کو معلوم ہوگا کہ علم روایات کے پرستاروں اور پیروکاروں نے خود لکھا ہے کہ پہلے خلیفہ اسلام جناب صدیق اکبر نے علم روایات کے بنڈلوں کو آگ میں جلایا تھا، اور خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب ہر وقت ہاتھ میں ڈنڈی اٹھا کر چلتے تھے اور اسکے سامنے جو بھی شخص حدیث کے حوالہ سے دین کی کوئی بات کرتا تھا تو اسکی ڈنڈی سے پٹائی کرتے تھے، خلیفہ سوم ابن عفان اور چہارم ابن ابی سفیان یہ دونوں اپنے پیش رووں کی طرح حفاظت قرآن کے معاملہ میں نہایت ہی حساس تھے یہی تو وجہ تھی جو قرآن کے رد میں علم حدیث تیار کرنے والوں نے مسلم امت کی ان پہلی صف کے جملہ قائدین پر اپنی روایات مین ہی ان پر تبرائیں کر کے انکے نام ہی ایسے مشہور کیئے جس سے انہیں بے نام کر دیا جیسے کہ پہلے خلیفہ کا گالی کی تلمیح والا نام ابو بکر یعنی کنواری کا باپ تجویز کیا دوسرے خلیفہ کا لقب فاروق مشہور کیا جس میں بھی معنوی طور پر بزدل معنی کی تلمیح ہے (56-9)، تیسرے خلیفہ کا نام عثمان تجویز کیا جسکی معنی سانپ کا بچہ ہے چوتھے خلیفہ کا نام معاویہ یعنی بھونکنے والا رکھا اور رد قرآن میں علم حدیث تیار کرنے والوں نے جناب رسول کو آل بھی دے ڈالی جس کی منبع شخصیت کا نام علی تجویز کیا جو کہ اللہ کا ایک صفاتی نام ہے یعنی اسے اللہ کا ہمنام قرار دیا کہ بلند اور بالا۔ عبداللہ بن سبا یہودی کی طرف سے جو تحریک آل رسول کے نام سے شروع کی گئی تھی جس میں علی بن ابی طالب کو نبی کا عم زاد بھائی اور داماد مشہور کر کے روایات میں متعارف کرایا تھا لیکن اسکی رہائش اور سکونت آسمان پر اور بادلوں میں بھی لکھی گئی تھی اور وفات علی کے بعد اسکی قبر کو نامعلوم

اور مخفی رکھنے کے لئے کئی قصے مشہور کئے گئے تھے جن کے مطابق اسکی بائیس قبریں مشہور کی گئیں تھیں، کسی تاریخی روایت میں تو یہ بھی لکھا گیا ہے کہ انکی میت کو اونٹ پر رکھا گیا جسے وہ نامعلوم مقام پر لے گیا اور جناب علی کی اہلیہ فاطمہ کی چالیس قبریں بنانے کی بات بھی لکھی گئی ہے ان سب قصوں پر غور کرنے سے قرآن کی سچائی ثابت ہوتی ہے کہ اللہ نے جناب محمد علیہ السلام کو کوئی آل ہی نہیں دی جس آل کے منبع علی اور فاطمہ کی کئی ساری قبریں بنا کر انہیں چھپانے کی کوشش کی گئی ہے اور خلاف قرآن آل کو منوانے کے لئے اثنا عشری شیعہ اور سنی مارکہ شیعہ اہل حدیثوں سمیت اپنی اپنی نمازوں میں درود بر آل محمد پڑھتے رہتے ہیں جس لفظ درود کی معنی ہے کسی کی جڑ کاٹنا۔ سو جو بات نبی کی آل ہونے کی سرکاری طور پر تردید کی جاتی رہی تھی کہ ہمارے نبی کی کوئی آل نہیں ہے جسکا بانیء اول آسمان پر بادلوں میں رہتا ہو اور زمین میں اسکی کئی ساری قبریں ہیں وہ سرے سے ہے ہی نہیں اس ماجرا کو تاریخ نویسوں نے اس پیرایہ میں مشہور کیا کہ معاویہ نے مساجد میں سرکاری طور پر علی کو گالیاں دینے کے لئے خطیب مقرر کئے ہوئے تھے جس عمل کو عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور خلافت میں روک دیا، عمر بن عبدالعزیز کا ایک تیسرا کارنامہ بھی تاریخ نویسوں نے لکھا ہے کہ جناب عمر بن الخطاب نے جو شہر کوفہ وبصرہ کے پاس فوجی چھاونی قائم کی تھی اسے بھی عمر بن عبدالعزیز نے ختم کرایا، عمر بن عبدالعزیز کا چوتھا کارنامہ یہ بھی غور طلب ہے کہ علم حدیث بنانے والوں نے جو اپنی من گھڑت حدیثوں میں جناب رسول کی جانب ایک من گھڑت قصہ منسوب کیا ہے کہ انہوں نے اپنی آل کی اخراجات کیلئے باغ فدک نامی ایک جاگیر مخصوص کی ہوئی تھی جسکو آگے چلکر مروان نے اپنی جاگیر میں شامل کر لیا تھا، اسکے لئے عمر بن عبدالعزیز نے خلیفہ بنتے ہی اعلان کیا کہ میں اس باغ فدک کو پھر سے نبی کی سنت کے مطابق آل کے حوالے کرتا ہوں۔ اہل مطالعہ کو اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اہل خوارج کے ہر اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت اور مزاحمت کے جو قصے تاریخ نویسوں نے بڑھ چڑھ کر لکھے ہوئے ہیں تو عمر بن عبدالعزیز کے خلیفہ بننے کے بعد انہوں نے بھی ہتھیار ڈالدئے کہ ایسے خلیفہ کے خلاف مقابلہ میں خروج کرنا فضول ہے پھر انکی ان منفی بغاوتوں پر بھی خاموشی چھاگئی اس بات سے خارجیوں کا تعارف بھی کھل کر سامنے آجاتا ہے اور اس کے ساتھ ان کی عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ اور اسکی بڑھ چڑھ کر تعریفیں لکھنے والے مؤرخین کے ساتھ فکری اور نظریاتی ہم آہنگی اور رشتہ داری بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ جس سے عمر بن عبدالعزیز کو سمجھنے میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی۔ عمر بن عبدالعزیز کے ان سیاسی اقدامات سے بات صاف ہو جاتی ہے کہ یہ صاحب موصوف جو خلافت ملنے سے پہلے کے عرصہ میں بڑے ٹھاٹھ باٹھ والا فضول خرچ اور مترفین کے بھی باپ دادا لگتے ہیں اور خلافت ملتے ہی پرہیز گار پھٹے پرانے پیوند لگے ہوئے لباس پہننے والا درویش بن جاتا ہے۔ جھوٹی تاریخ بنانے والوں کی مصنوعیت خود ان کی تحریروں میں سے ثابت ہو جاتی ہے جو صرف جھوٹوں کے انباروں کو چھانیوں میں چھاننے کی ضرورت ہے عمر بن عبدالعزیز کیلئے اسکے جو کمالات بتائے گئے ان سے تو اہل خوارج کی اسکے دور میں اپنی سرگرمیوں کو موقوف کرنے سے بھی انکی رشتہ داری ثابت ہو جاتی ہے۔ ایسے رشتوں سے ہی تو

سامراج کے پروردہ لکھاریوں کے سوانحی خاکوں کا تصنع بھی ابھر کر سامنے آجاتا ہے جیسے کہ یہ بھی لکھا گیا ہے کہ دارالخلافہ سے سیکڑوں میل دور کسی شہر کا بکریوں کا چرواہا جھنگل سے شہر کی طرف روتا پیٹتا آرہا ہے اور چیخ کر کہہ رہا ہے کہ آج اور ابھی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز وفات پا گئے۔ لوگوں نے اسے کہا کہ چل پاگل کہیں کے دارالخلافہ کی ڈاک جو گھوڑوں اور اونٹوں پر آتی ہے وہ بھی شہر کے والی کو ملتی ہے وہ بھی کچھ دنوں گذرنے کے بعد پہنچتی ہے تو تجھے آج اور ابھی کسنے خبر دی کہ خلیفہ فوت ہوگیا تو اسنے جواب میں کہا کہ جب سے عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوا ہے اس وقت سے میری بکریوں کے ساتھ بھیڑیے بھی اکٹھے چرتے گھومتے اور ایک ہی گھاٹ سے پانی پیتے تھے آج جب میں دوپہر کو بکریوں کو جھنگل میں چھوڑ کر گھر آیا کچھ ستانے کے بعد واپس ریوڑ کی طرف گیا وہاں میں نے دیکھا کہ میری ایک بکری کم ہے سو مجھے یقین ہوا کہ بھیڑیا جو میری بکری کھا گیا ہے اسے یہ جرئت اسوجہ سے ہوئی ہوگی جو خلیفہ وقت عمر بن عبدالعزیز فوت ہوگئے ہونگے ورنہ وہ اسکے جیتے جی اتنی جسارت نہیں کرسکتا۔ شہر والوں نے اس چرواہے کی بتائی ہوئی تاریخ وفات اور وقت نوٹ کرلیا پھر جب سرکاری ڈاک پہنچے تو اس میں اسی تاریخ اور اسی وقت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کی خبر لکھی ہوئی تھی۔ محترم قارئین! مسلم امت کے غیر قرآنی علوم، حدیث، فقہ اور تاریخ کے لکھاری سب ایک طرح کے لٹھے کے چھٹے تھے میں کیا بتاؤں جو ہمیں مدارس عربیہ میں علم حدیث پڑھنے کے زمانے میں اساتذہ نے یہ بھی قصہ سنایا تھا کہ زمانہ ماضی میں ایک بڑا ماہر علم حدیث شیخ الحدیث دوران تدریس اپنے سر کو کپڑے سے ڈھانک کر پڑھایا کرتے تھے طالب علموں کے اصرار سے استفسار پر استاد نے کپڑے سے اپنا سر اور مونہہ چھپانے کا سبب سنایا کہ دوران مطالعہ مجھے ایک حدیث پر شک گذرا کہ یہ حدیث جھوٹی اور من گھڑت لگتی ہے، بس میرا یہ شک کرنا تھا کہ اس رات کو سو کر جو صبح کو اٹھا تو میرا سر گدھے کا بن گیا تھا سو اس وقت سے لیکر آج تک شرم سے میں اپنا سر چھپائے رہتا ہوں۔ محترم قارئین! مذہب کے جملہ علوم جو قرآن کی تفصیل کے نام سے لکھے گئے ہیں انہیں صرف غور اور تعمق سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ نیز ان جملہ علوم کو قرآن کی کسوٹی سے ملا کر پڑھنے کی ضرورت ہے قرآن ایسی کسوٹی ہے جو دودھ کو دودھ اور پانی کو پانی کرکے دکھاتی ہے مولویوں نے اپنے طالب علموں اور معتقدین کو حکم دیا ہوا ہے کہ عزیزاللہ بوہیو کی کتابوں کو کوئی نہ پڑھیں ٹھیک ہے میں ایسا کوئی کسی کو اصرار نہیں کرتا کہ وہ میری تحریروں کو پڑھے میں صرف اور صرف اتنا عرض گذار ہوں کہ قرآن کو بلاشرکت غیرے ہادی مہدی اور امام مانو!!! (2-185) (11-17) جو باطل کو سمجھنے کے لئے ایک لاجواب کسوٹی ہے۔